"میرا خیال تو یہی ہے کہ عمر میں اگر کچھ مہلت بخشی گئی اور حیدرآباد کی ملازمت جس کی کشتی عنقریب ساحل پر پہنچنے والی ہے اس سے فراغت عطا ہوگئی تو زندگی کے باقی اوقات کو چاہتا ہوں کہ "تعلیمی ثنویت" کے بت کو توڑنے اور تعلیمی توحید کو قائم کرنے پر صرف کردوں، یہی کتاب اس مسئلہ میں مقدمہ کا کام انشاء اللہ دیگی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کو شائع کرکے آپ کے ادارہ نے صرف یہی کام انجام نہیں دیا کہ ایک کتاب اس نے شائع کردی ہے بلکہ ایک عظیم اقدام کی طرف آپ نے قدم اٹھایا ہے۔ کاش آپ اور مولانا سعید احمد صاحب جیسے نوجوانوں کی ہمرکابی اس مسئلہ میں مجھے میسر آئے۔"

مولانا کے اس خط سے صاف واضح ہے کہ کتاب وقت کی کس درجہ اہم اور ضروری مہم کو سرکرنے کی نیت سے لکھی گئی ہے یہ کتاب اس مہم میں نشانِ راہ کا کام دیگی۔ اور جو حضرات قدیم وجدید کے ملاپ کو اب تک تردد وشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے امید ہے ان کے خیالات کی بہت کچھ اصلاح ہوسکیگی۔

لاہور کے انگریزی اخبار ٹریبیون مورخہ ۲۸ مئی سے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ حکومت پنجاب نے ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر سید محمد عبداللہ لکچرار پنجاب یونیورسٹی کو ان کی تصنیف "فارسی ادبیات میں ہندوؤں کا حصہ" کے صلہ میں ایک ہزار کا انعام دیا ہے

اگرچہ ڈاکٹر صاحب کی علمی اور تحقیقی جدوجہد کے مقابلہ میں انعام کی یہ رقم کوئی بڑا وزن نہیں رکھتی۔ تاہم حکومتِ پنجاب نے ایک اردو کتاب کی قدردانی کرکے دوسرے صوبوں کی نمائندہ حکومتوں کے لئے ایک نمونۂ عمل پیش کیا ہے کہ ہر صوبہ کی حکومت کا فرض ہے کہ وہ اردو زبان میں علوم وفنون کی اشاعت اور اس کے ادب کی ترقی وترویج کے لئے سال بھر کی بہترین کتاب پر انعام دیکر مصنف کی حوصلہ افزائی کرے۔

---